آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

حامد میر

بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وادی کشمیر میں صرف ہندوؤں کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں کی بھی گہری دلچسپی ہے۔ گزشتہ ۶۳ سال سے یہودی اور قادیانی مل کر وادی کشمیر میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ہمیشہ ہندوستان کی مدد کی ہے۔ چند روز قبل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کو پیش ہونے سے روکنے میں بھی یہودیوں اور قادیانیوں نے ہندوستان کی بھرپور مدد کی اور بعض اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کو قرارداد پیش کرنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ میں مذہب کی بنیاد پر تعصب اور الزام بازی کو برا سمجھتا ہوں۔ لیکن جس طرح علامہ اقبالؒ جیسا روشن خیال اور آزاد منش شخص بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ قادیانیت دراصل یہودیت کا چربہ ہے اور جس طرح ذوالفقار علی بھٹو جیسا سیکولر شخص بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہو گیا' اسی طرح آج بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وسیع تر ملکی مفاد میں یہودیوں اور قادیانیوں کے بارے میں سچ بولنے پر مجبور ہوں تاہم میں تمام یہودیوں اور تمام قادیانیوں کو برا نہیں سمجھتا۔ میں ان کے عقیدے کو اچھا یا برا نہیں کہوں گا۔ بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں میں شامل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کا ذکر کروں گا جو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے نہ صرف کشمیر پر اپنا غلبہ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں بلکہ پاکستان کو بھی اندر ہی اندر سے کمزور کر رہے ہیں۔ کسی بھی مذہب' فرقے یا نظریے کو ماننے والوں میں انتہا پسند ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیوں سے اکثریت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے اکثریت کو

اقلیت کے متعلق کڑوے سچ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہو گا۔

۱۸۹۰ء کے اواخر میں قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بلکہ جب وہ صلیب پر زخمی ہوئے تو ان کے شاگردوں نے انہیں مجروح حالت میں صلیب سے اتار لیا' ان کا علاج کیا۔ جس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کشمیر چلے گئے۔ اور وہیں پر ان کی طبعی موت واقع ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے کو غلط قرار دیا کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے اپنے اصلی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ مرزا غلام قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ ظہور کا مطلب دراصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی صفات رکھنے والا ایک اور شخص امت محمدیہ میں پیدا ہو گا اور وہ شخص میں ہوں۔ مرزا غلام قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں جماعت احمدیہ قائم کی۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کا انتقال ہو گیا تو مولوی نور الدین جماعت کے خلیفہ اول مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مولوی نور الدین کے انتقال کے بعد مرزا غلام قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی بنا دیے گئے۔ مرزا بشیر الدین نے بڑی خاموشی کے ساتھ دنیا بھر میں قادیانیوں کو منظم کرنا شروع کیا اور وادی کشمیر پر خصوصی توجہ دی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو سری نگر جیل کے باہر مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کے بعد شملہ میں نواب ذوالفقار علی کی کوٹھی پر ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مرزا بشیر الدین کے علاوہ علامہ اقبال' خواجہ حسن نظامی' مولانا اسماعیل غزنوی' مولانا نور الحق' سید حبیب شاہ اور مولانا عبد الرحیم درد سمیت متعدد اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مرزا بشیر الدین نے کمیٹی کے انتظامات چلانے کی پیشکش کی۔ چنانچہ انہیں کمیٹی کا صدر اور ایک قادیانی مولانا عبد الرحیم کو سیکرٹری بنا دیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں مسلمان عمائدین کو پتہ چل گیا کہ مرزا بشیر الدین وادی کشمیر میں فلاحی کاموں کے نام پر اپنے ساتھیوں کی مدد کر رہے ہیں اور انہیں منظم کر رہے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجلس احرار کو قادیانیوں کے خلاف میدان میں لے آئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جگہ جگہ جلسے کیے اور سوال کیا کہ سیاسی سرگرمیوں سے ہمیشہ دور رہنے والے قادیانیوں کو اچانک کیا سوجھی کہ وہ کشمیر کمیٹی کے سب کچھ بن کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا یہودیوں سے رابطہ ہے'

یہودی فلسطین پر اور قادیانی کشمیر پر قبضہ چاہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ علامہ اقبال بھی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے مرزا قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کروا دیا۔ اس دوران جماعت احمدیہ بھی دو گروپوں میں تقسیم ہو گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے مقابلے میں لاہوری جماعت قائم کر لی اور موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام قادیانی نبی نہیں بلکہ مجدد اور محدث تھا۔ اس گروپ بندی کے باعث مرزا بشیر الدین محمود نے سیاسی سرگرمیاں ترک کر دیں اور خاموشی سے اپنی جماعت کو منظم کرتا رہا۔ مشہور کیمونسٹ دانشور عبداللہ ملک نے اپنی کتاب "پنجاب کی سیاسی تحریکیں" میں لکھا ہے کہ "سامراجیوں کی سازشوں پر نگاہ رکھنے کے لیے قادیانیوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔" ہندوستان کے مسلمانوں میں قادیانیوں کے متعلق بڑھتے ہوئے شعور کا نتیجہ تھا کہ قادیانیوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر برطانیہ منتقل کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ میں بیٹھ کر وادی کشمیر میں جڑیں مضبوط کرنے کی کوشش کی جبکہ دوسری طرف اسرائیل سے یہودیوں کے مختلف وفود نے بھارت آنا شروع کر دیا۔ جن میں اکثر وفود کشمیر کا دورہ ضرور کرتے تھے۔

۱۹۷۷ء میں اے فیبر قیصر کی انگریزی تصنیف "حضرت عیسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے" لندن سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا غلام قادیانی کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ کا مزار ہے۔ جسے "روضہ بل" کہا جاتا ہے۔ کتاب میں دعویٰ کیا گیا کہ حضرت موسیٰ کا مزار بھی کشمیر کی ایک پہاڑی "نیل ٹوب" پر واقع ہے۔ جس کے بعد یہودیوں کی کشمیر میں دلچسپی واضح ہو گئی۔ کیونکہ یہودی حضرت موسیٰ کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ فیبر قیصر کو یہ کتاب لکھنے کے لیے سری نگر کے ایک قادیانی صاجزادہ بشارت سلیم بمبئی کے ایم عبدالرزاق' سوئٹزرلینڈ کے یہودی ایرک وان ڈینی گن' نیویارک کے یہودی میگزین' اسلام آباد پاکستان کے الحاج ایم ایم اے فاروقی اور دیگر افراد نے مدد اور مشاورت فراہم کی۔ اس کتاب سے یہودیوں اور قادیانیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی تمام وجوہات سامنے آتی ہیں۔ بعض حلقے یہ بھی جانتے ہیں کہ یورپی ممالک اور امریکہ میں آباد قادیانی اسرائیل کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور اسرائیل قادیانیوں کو پیسہ بھی فراہم کرتا رہا ہے۔ اسرائیل کی کوشش ہے کہ

امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور اقوام متحدہ میں موجود یہودی لابی اور قادیانیوں کی مدد سے وادی کشمیر میں اپنا اثر ورسوخ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں امریکی یہودی سٹیفن سولارز نے چند سال قبل وادی کشمیر کو خود مختار ریاست میں تبدیل کرنے، جموں اور لداخ بھارت کے حوالے اور آزاد کشمیر کو پاکستان کے حوالے کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا لیکن اس فارمولے کو تمام کشمیری تنظیموں نے مسترد کر دیا تھا۔

حال ہی میں یہودیوں اور قادیانیوں کے انٹرنیشنل نیٹ ورک نے بعض اسلامی ممالک کو بھی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کے خلاف استعمال کیا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ موجود ہیں۔ جبکہ ترک وزیراعظم تانسو چیلر نے چند روز قبل اسرائیل کے دورے میں اسحاق شامیر کو یقین دلایا تھا کہ ترکی قرارداد کی حمایت نہیں کرے گا۔ اسی انٹرنیشنل نیٹ ورک میں پاکستان کے کچھ ریٹائرڈ اور حاضر سروس بیوروکریٹ بھی شامل ہیں جو مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اس انٹرنیشنل نیٹ ورک میں کچھ سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں جن پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ قومی سلامتی کے ذمہ دار ادارے اس پہلو پر بھی غور کریں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی لسانی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی شیعہ کسی مسجد یا کوئی سنی کسی امام باڑے پر حملہ کر سکتا ہے؟ نہیں! یہ کام کسی تیسرے کا ہے جو دونوں کو لڑا کر اپنے کام میں مصروف ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف بلاجواز انتقامی کارروائیوں کی نہیں بیوروکریسی اور سیاست میں موجود ان کے اہم کل پرزوں پر نظر رکھنے کی بات کر رہا ہوں۔ قیام پاکستان سے قبل نوابزادہ نصراللہ خان کا تعلق مجلس احرار سے تھا۔ جس نے یہودیوں اور قادیانیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ آج وہ وقت پھر آگیا ہے کہ نوابزادہ نصراللہ خان "احراری انداز" میں مسئلہ کشمیر اور پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے یہودیوں اور قادیانیوں کی سازشیں بے نقاب کریں کیونکہ نوابزادہ صاحب کو بہت کچھ معلوم ہے۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان لاہور)